

شیخ العالم علیہ رحمۃ اور عمر خیام کی شاعری کا تقابلی جائزہ

ڈاکٹر شاہنواز شاہ
ڈاکٹر شکیل احمد سہیل

تلخیص:

علمدار کشمیر حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ کا شمار جموں و کشمیر کی معروف ترین روحانی شخصیات میں ہوتا ہے۔ ان کا شاعرانہ کلام ان کی روحانی عظمت اور ولایت کی گہرائیوں کو ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے اپنا کلام شکر کی صورت میں لکھا ہے۔ وہ ظاہری علوم سے قطعی نا آشنا تھے، لیکن ان کا کلام پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ بہت بڑے عالم ہیں۔ ابو الفتح عمر خیام بن ابراہیم نیشاپوری بہت بڑے ریاضی دان، فلسفی، ماہر نجوم اور شاعر تھے۔ انہوں نے رباعیات کی شکل میں نہایت بلند افکار کو سادہ اور شیریں زبان میں ادا کیا ہے۔

اس مقالے میں ان دونوں کی شاعری کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ شیخ العالم علیہ الرحمہ نے کشمیری زبان میں شاعری کی ہے اور عمر خیام نے فارسی زبان میں شاعری کی ہے، تاہم اس مقالے میں دونوں شعرا کی شاعری میں برتنے گئے مختلف موضوعات کی مماثلت کی نشاندہی کی گئی ہے۔ کلیدی الفاظ: علمدار کشمیر، روحانیت، شکر، عمر خیام، رباعی، کشمیری، فارسی۔

مقدمہ

جموں و کشمیر کی سرزمین میں بے شمار خدا دوست اور اہل اللہ پیدا ہوتے رہے ہیں جنہیں ریشی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ انہی صوفی بزرگوں میں حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ بھی گزرے ہیں۔ ان کا حاندان کشتواڑ سے ہجرت کر کے کیوہ نامی گاؤں میں آباد ہو گیا تھا۔ اسی گاؤں میں شیخ العالم علیہ الرحمہ کی پیدائش 1377ء میں ہوئی۔ ان کے والد سید حسین، سمنانی علیہ الرحمہ کے ہاتھوں مشرف بسلام ہوئے تھے۔

ان کی شاعری میں خوفِ خدا، فکرِ عقلی، تقویٰ، سچائی، قناعت، ترکِ دنیا، صبر و رضا، اخلاق، تصوف، فلسفہ اور پسند و موعظت کے مضامین شامل ہیں۔ آپ کا شمار کشمیری زبان کے ابتدائی شعرا میں ہوتا ہے۔ پروفیسر ذوالفقار صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

“The life of sheikh Nur-Ud Din (RA) remains shrouded in a complex political discourse. He saw the sultanate period which continued to be marked with not only by political instability but civil war and public disorder as well”. (1)

پیرزادہ عبدالحق طاہری نے انہیں "سرخس ریشیان کشمیر" (2) کہا ہے۔ وہ ایک عظیم صوفی بزرگ تھے اور انہوں نے ریشیت کو تصوف کے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ پروفیسر مظفر حنان یوں رقمطراز ہے:

"The range of the verses of the Shaikh that have reached to us suggest that the poet underwent a gradual process of self education through association with men of learning and spiritual merit" (3)

ابو الفتح عمر خیام بہت بڑے ریاضی دان، فلسفی ماہر نجوم اور رباعی گو شاعر تھے۔ ان کی پیدائش 1048 عیسوی میں ہوئی۔ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"خیاں کو کو آج زمانہ شاعر کی حثیت سے حبانے لیکن وہ فلسفہ میں بوعلی سینا کا ہمسرا اور مذہبی علوم، فن و ادب اور تاریخ میں امام فن ہتا۔" (4)

عمر خیاں جب نجوم، ریاضی اور فلسفے کے پیچیدہ مسائل سے منارغ ہوتا تو دل و دماغ کی تفسیر کیلئے شعر کی طرف مایل ہوتا۔ ان کی سب سے زیادہ شہرت ان کی رباعی گوئی سے ہوئی۔ جیسے کہ لکھتے ہیں:

"خیاں کی رباعیاں تعداد کے لحاظ سے کم، عبارت کے لحاظ سے سادہ لیکن معنی کے لحاظ سے بہت بلند اور قابل توجہ ہیں۔ حق یہ ہے کہ اس نے نہایت لطیف اور حکیمانہ خیالات کو دوہریت کے سانچے میں ڈھال کر انہیں موثر ترین انداز میں پیش کیا ہیں۔" (5)

عمر خیاں کی رباعیات کی دلنشینگی کے بارے میں ڈاکٹر ظہور الدین احمد فرماتے ہیں:

"رباعیات کی دلنشینگی کے دو ہی اہم سبب ان کا طرز تخاطب اور فلسفی استدلال ہے۔ ان کی باتیں دل و دماغ دونوں کو متاثر کرتی ہیں۔" (6)

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے۔ اس وحدت الوجود کی یکتائی کا انتہا نہیں۔ یہ بشری عقل اور فہم و فراست میں سا نہیں سکتی۔ وہ قادر مطلق ہے وہ حکیموں کا حکیم ہے۔ جیسے کہ عمر خیاں فرماتے ہیں:

حبز حق حکمے کہ حکم را شاید نیست ہستی کہ ز حکم او برون آید نیست

ہر چیز کہ ہست۔ آنچنان می باید آن چیز کہ آنچنان نمی باید نیست

سوائے خدا کے اور کوئی حاکم حکم کرنے کے لائق نہیں۔ کوئی ایسی ہستی نہیں جو اس کے حکم سے باہر ہو۔ جو چیز دنیا میں موجود ہے وہ اسی طرح ہے جس طرح ہانی چاہیے۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی موجود نہیں جو اس طرح ہو جس طرح اسے نہ ہونا چاہیے۔ (7)

اسی طرح شیخ العالم علیہ رحمہ اس مضمون کو اس انداز میں بیان فرماتے ہیں:

کنراے بوزکھ تہ کنہ نہ روزکھ ام کنرن کوتاہہ دتو حبلواو

عقل تہ فتر تور کوت سوزکھ کانہ نہا ہیوک حپتھ سودریاو

اے انسان اگر تم وحدت پر غور کرو گے تو تمہارا وجود ہی معدوم ہو جائے گا۔ اس وحدت نے کیا کیا مظاہرے کیے اور گل کھلائے۔ وہ عقل کی رسانی سے باہر ہیں۔ اس دریائے محیط کو کسی نے عقل دانش سے نہیں پیا ہے۔ یہاں صرف عشق کام دے سکتا ہے۔

جو اسرار غیب سے ناواقف نہیں ہوتا۔ (8)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

خدا چھ کئے ناؤ چھس لچھاہ ذکرہ روس کانھ کچھاہ مو

عمر ویسندن ژہ آکے پچھا رزتہ روس کانھ مچھاہ مو

اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے اسی ایک خدا کے لاکھوں نام ہیں۔ گھاس کا معمولی سا تنکا بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس کا ذکر نہیں کرتا۔ تمام اپنی لمبی عمر کو ایک ہی پچھوڑا زمان لے اور حبان لے کہ دنیا میں کوئی کیڑا بھی بھوکا نہیں رہتا۔ (9)

رزق اور موت کے بارے میں عمر خیاں فرماتے ہیں:

چون رزق تو آنچہ عدل قسمت فرمودیک ذرہ نہ کم شد و نخوہد فرزند

آسودہ زیر چہ ہست می باید شد در آزادہ زہر چہ نیست می باید بود

تیسرا رزق جو خدا کے انصاف نے تیسرے حصے میں مقرر کیا۔ وہ ایک ذرہ نہ گھٹ سکتا ہے نہ بڑھ سکتا ہے۔ اسلیے جو کچھ ہے اسی پر صبر کرنا چاہیے اور جو کچھ نہیں ہے اس کا غم نہ کرنا چاہیے۔ (10)

اسی طرح شیخ العالم علیہ رحمہ رزق اور موت کے بارے میں فرماتے ہیں:

رزق چھوی برو نہت موت۔ پتہ پتہ دنیاہ شہرک چھوی اتہ گتہ
سرتن خدای ستہ گار تہنزہ وست یتہ مالہ روزان نیک۔ و بد گتہ

رزق تمہارے آگے آگے اور موت پیچھے پیچھے ہے پس دنیا کی زندگی شہر کی آمد و رفت کے مانند ہے اس حقیقت کو جان کر تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ خدا کو یاد کرو اور اس دکھائی ہوئی راہ پر چلو گے۔ یہاں کچھ نہ رہے صرف نیک نامی یا بدنامی۔ (11)

شیخ العالم علیہ رحمہ صبر و شکر کو کامیابی کا راز مانتے ہیں:

ژوک ستہ مدر ٹیوٹتہ زہر خون جبگریم اوہرہ کھیوو

یم یوت ہیز ٹیڈتہ قہر سو تھ شہر س گزہ تھ پیو

کھٹا اور میٹھا، کڑوا اور زہر فتال جس نے برداشت کیے اس کے ساتھ اپنے خون پسینے کی کسائی کھائی۔ جس نے دنیا کے مصائب کو صبر سے گلے لگا لیا وہی صابر و شاکر آخر کامیابی کے ساتھ منزل مقصود میں جا پہنچتا ہے اور کامیاب رہتا ہے۔ (12)

عمر خیرام فرماتے ہیں کہ دنیا کا سلسلہ کسی کے صلاح و مشورے سے نہیں بنایا کیونکہ وہ فتادہ مطلق ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہیں:

از بودنی ایدست و چہ داری تیسار در فشرکت بہبودہ دل و جان افکار

حسرم بزی و جہاں بہ ستادی گزراں تدبیر نہ باتو کردہ اندزادل کار

اے دوست جو بات عنبرور ہونے والی ہے اس کا غم نہ کر۔ بہبودہ تفکرات میں دل اور جان کو کیوں عذاب میں ڈالتا ہے۔ خوش رہ اور زندگی خوشی سے بسر کر۔ عاملان قضا و قدر نے پہلے دن تجھ سے مشورہ کر کے دنیا کا انتظام مرتب نہیں کیا تھا۔

(13)

شیخ العالم علیہ رحمہ فرماتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی مرضی میں اپنی مرضی ڈالنی چاہیے تب جا کر وہ آخرت میں رب چاہی رندگی گزار سکتا ہے:

کانن تہندین داد زینہ سپر کر تچہ چھوکن فرز زینتہ روی

بلا یہ تہنزہ ویند کھ ترہ شکر ادہ چھی بیتہ کیوہ مینہ آبروی

اس کے تیسروں کیے سامنے سپر کو آڑ نہ بنا اور اگر وہ تلوار چلایے تو اس سے خود کو بچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ان کی اذیتوں اور آفتوں کو شیر و شکر مان کر مقبول کرنا لازمی ہے۔ ان کے دیے ہوئے مصائب کو مقبول کرنے سے ہی تم دونوں جہاں میں عزت شرف پاؤ گے۔ (14)

ان اشعار میں فرماتے ہیں کہ دنیا میں ایسے بھی گمراہ اور غافل لوگ ہیں جو علم اور زہد و تقویٰ کو دینیوں لڈاؤ میں فنا کر دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ذرا اسی بات کا علم رکھتے ہیں وہ علیم وخبیر ہے وہ بود و نابد سے واقف ہے:

سرہم دانائے فلک میداند کو موی بموی رگ پرگ میداند

گیرم کہ رزق را بھتر ہی باو چہ کنی کہ یک بیک میداند

خدا تمام لوگوں کے رازوں کو جانتا ہے وہ بال بال اور رگ رگ کو جانتا ہے فرض کیا کہ تو لوگوں کو دھوکہ دے گا خدا کے سامنے کیا کرے گا کیونکہ وہ تو ایک ایک بات جانتا ہے۔ (15)

اس مضمون کو شیخ العالم علیہ رحم نے اس انداز میں بیان کیا ہے:

سورے پانے وچھک کیا پانس ذاتس لبینہ نندرست کھین

یم نہ دھیان کورا تھ گیا نس انس چھو ہوے رات تہ دین

اللہ تعالیٰ خود ہی سب کچھ ہے۔ تمہارے اختیار میں کیا ہے؟ اس کی ذات پاک خواب و خور سے پاک ہے جس نے اس حقیقت پر غور نہ کیا وہ عقل کا اندھا ہے اور اندھے کیلئے شب و روز یکساں ہوتے ہیں وہ نور و نار میں مشرق نہیں کرتا۔ (16)

نفس پرست مولویوں کے بارے میں شیخ العالم علیہ رحم فرماتے ہیں

ملہ خوشحال ہیدین تہ سلس شیخ گے ماس تہ مانچس متی

صوف حنرفت روٹ لٹھ دت آلس کھیون کالس پانڑوماز کیوتی

اک نہ گیان کور لگ لکھ کالس کانت نفس ہوکنر رنٹ پتی

نفس پرست مولوی ہدیوں اور ضیافتوں کا دلدادہ ہوتا ہے۔ نقلی شیخ بھی روپیے پیسے اور لذیذ نعمتوں کے پیچھے دیوانے بن کر دوڑتے ہیں۔ صوفی نسا لوگ لمبا چونہ پہن کر لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ شام کو گوشت کے ساتھ کھانا کھاتے اور رات بھر غفلت کی نیند سوتے ہیں۔ خود سے

اور خدا سے مست ہو کر بے خبر رہتے ہیں۔ لوگ ان کے کھانے اور بسترے کا انتظام کرتے مگر وہ عبادت سے لاپرواہ ہوتے۔ (17)

اسی مضمون کو عمر خیام اس طرح بیان فرماتے ہیں:

بوسیدہ مرقع اندر این حنامے چند نارفترہ صدق و صفا گامے چند

بگرفت ز طامات الف لامے چند بد نام کنندہ نکونامے چند

یہ چند حنام طبع لوگ جو بوسیدہ مزاج آدمی ہیں۔ صدق و صفا کے راستہ پر انہوں نے کبھی قدم نہیں رکھا۔ طامات میں

سے چند کلمے یاد کیے ہیں اور اس منرفتہ میں جو چند ایک نیک نام آدمی ہیں ان کو بھی بد نام کر رہے ہیں۔ (18)

تسلیج وچھ مے گنسا ہشو مسرید ڈیشٹھ کران ضم

ستھ چند کھیہ تھم ہشم ہشو اکس متھ ماز بیس کرم

تہ کھیہ شو نگم مانشا ہشو توہ اے پیرت رہرن کم

میں نے تیسری تسلیج کو سانپ کی طرح بل کھاتی دیکھا اور مسرید کو دیکھ کر بن ٹھن کر محو عبادت ہونے لگتے ہوئے پھر کھانے کی

سات رکابیاں لُلق سے اتار کر ڈکارتے ہوئے جن میں ساگ بریانی اور گوشت رکھا ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ کھا کر رات کو بھینس

کی نیند سوتے ہو اور یہ غفلت کا عالم ہے۔ آخر یہ لاپرواہی کیسی؟ میں حیران ہوں کہ اگر تم کو پیر و سرشد کہا جائے تو چورو

ڈاکو پھر کون ہو سکتے ہیں؟ (19)

نفس کے بارے میں

نفس کی پیروی کرنا کسی بھی صورت میں مفید نہیں۔ اسے فنا اور عبادت کی اذیتوں کے آگ میں جلانا ہی مناسب

ہیں۔ یہ دنیا فانی ہے اس کے ساتھ فنا کی امید مت رکھ:

نفس چھوی و نکا آگہ زولے نیس نہ پٹ کوٹ منزولے

یئم ڈڈتھ اون تہ گب زولے تم ادہ شرع محمدی پولے

نفس جنگل کا خمدار کیل ہوتا ہے۔ اس ناکارہ لکڑی سے تختہ، چوب یا جھولا بنایا نہیں جاسکتا۔ اس کا ایک ہی مفید مصرف ہے۔ اور وہ یہ کہ جس نے اسے جنگل سے نکال لایا اور چولہے میں ڈالا۔ ایندھن کی جگہ استعمال کیا اس نے گویا شرع محمدی کو پالا اور خمدار لکڑی سے کام لیا ہے۔ (20)

عمر خنیام جھوٹی دنیا پر بھروسہ نہ کرنے کی صلاح دیتے ہیں:

عنافضل بچ امید در این شوم سرا بر دولت اول نہند از بسرخدا
ہر گاہ کہ خوابد کہ نشیند از یا گسیرد اجلش دست کہ بالاسیا

خدا رابتا کہ عنافضل انسان اس منحوس دنیا میں دولت دنیا کے ساتھ کس امید پر دل لگاتا ہے۔ حالت تو یہ ہے کہ جب کبھی آدمی آرام سے بیٹھنا چاہتا ہے موت اس وقت ہاتھ پکڑتی ہے کہ اٹھو اور چلو۔ (21)

یہ تھ دنیا بس ذات ہاتھ کیا میلی گڑھی چپاک اڈجن یید حناک میلی
سورہ ستھ بندس دون منر شتن یید کھ میلی تس ییہ بڈر سوائی تلن یس بیس گیلی

ذات دکھا کر تم کو دنیا میں کیا ملے گا۔ اب جب قبر میں پڑ کر حناک میں مل جاو گے۔ تو تمہاری ہڈیاں ٹوٹ کر الگ الگ ہو جائیں گی پھر اس وقت بندہ سب کچھ بھل جائے گا جبکہ دو فرشتوں کو دیکھے اس وقت وہ کتنا ذلیل ہو گا جو دوسرے کو حقارت کرتا تھا۔ (22)

این کہنہ رباط را کہ عالم نام است و آرام گہ ابلق صبح و شام است

بزمیست کہ واماندہ صد جمشید است قصریست کہ تکیہ گاہ صد بہرام است

یہ پرانی سرائے جس کا نام دنیا ہے۔ اور جو ابلق صبح و شام کی آرام گاہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بزم دنیا میں ہزاروں جمشید اور لاکھوں بہرام آئے اور گئے بعض جو خوش نصیب تھے ان کے کارنامے اور تذکرے رنگین حروف میں لکھے جا کر اس بزم گاہ کی دیواروں پر بطور یادگار آویزان کیے گئے۔ جن کو لوگ اب تک پڑھتے اور عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کے نام ہی رہ گئے ہیں اور باقی نشان محو ہو گئے۔ اور بعض بیچارے ایسے گئے کہ نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ (23)

جوانی کا گزرنا اور بڑھاپا کے بارے میں فرماتے ہیں:

افسوس کہ نالہ جوانی طی شد و آن تازہ بھارار غوانی دی شد

و آن مرغ طرب کہ نام او بود شباب ہیہات۔ ندانم کہ کی آمد کی شد

افسوس زندگی ختم ہوگی اور تازہ بہار بھی تبدیل ہوگی اور وہ خوشی والا پرندہ جوانی پتہ ہی نہ چلا کہ کب آیا اور کب گزرا۔

افسوس کہ ختم ہو دور زیست کا ساعنر میں ایک قطرہ مے بھی نہیں بچا

وہ طایر طرب کہ جسے کہتے ہیں شباب معلوم ہی نہ ہو کا کب آیا کب گیا (24)

دو تھن کو ٹھین اتھ دوان ہسان تراوان لورہ پیسٹھ تران

تیلہ چھوس آکاشہ بتل پیوان ییلہ چھوم ژیتس یوان شریان

اٹھتا ہوں تو گھٹنے پکڑ کر ہی کھڑا ہو سکتا پھر جب بیٹھنے لگتا تو چھڑی پر بدن کا وزن ڈال کر ہی بیٹھ سکتا ہوں۔ اس کمزوری میں جب مجھے بچپن اور جوانی یاد آتی تو دل سے یوک سی اٹھتی ہے۔ اس سنہرے وقت کو یاد کر کے ایسا دل ملول ہوتا گویا میں آسمان سے گرا ہوا ہوتا ہوں۔ نہ بدن میں قوت اور نہ دل رہا خوش پسند شکل و صورت۔ بڑھاپے میں سب کچھ چھن جاتا ہے۔ (25)

موت ایک اٹل چیز ہے اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ موت انسانی جسم سے روح کا نکلنا اور زندگی کے دوسرے مرحلے میں منتقلی ہے۔ موت کے بارے میں شیخ العالم علیہ رحمہ فرماتے ہیں؛

حبانس متبض کرہ عزرائیل تو بدنس لدتھ منزارنس
سورینہ فی الحال گورہی ساؤتھ قبرہ منز تراوتھ ینس

جب حضرت عزرائیل علیہ السلام حبان شیرین کو بدن سے نکالے یعنی متبض روح کرے گا اور لوگ مسردہ جسم کو تابوت میں بھر کر قبرستان میں لے جائیں گے۔ تو اس وقت سب کچھ جل کر راکھ ہو جائے گا۔ لوگ اسے قبر میں ڈال کر سلا دیں گے اور خود وہاں سے واپس گھر کی طرف آئیں گے۔ (26)

اللہ تعالیٰ کے حکم کو کوئی نال نہیں سکتا:

باحکم خدا بحبزر رضا در نگر فنت با حنلق بحب زوی دریا نگر فنت

ہر حیلہ کہ در تصور عقل آمد کردیم ولی کہ با قضا در نگر فنت

خدا کے حکم کے سامنے سوائے رضا کے اور کوئی چپارہ نہیں۔ خلقت کے ساتھ سوائے زمانہ سازی کے گزارہ مشکل ہے۔ عقل کے تصور میں جتنے حیلے آسکتے تھے وہ کیے لیکن کوئی حیلہ قضا کو نال سکا۔ (27)

شیخ العالم علیہ رحمہ انسان کے بدن کی کمزوری کے بارے میں فرماتے ہیں:

پرنس بدنس ملن داغ گوم زاع گوم نیسرتھ باغ اندرے

ہارن گرمی پوہ ت ماگ گوم ہاہ گوم نیسرتھ ہر بندرے

گورے چٹ بدن کو سیاہی مایل رنگ چھا گیا۔ یہاں تک کہ باغ میں کو اھی اڑ کر چلا گیا ہے۔ ہاڑ کے مہینے کی سخت گرمی کو پوہ اور ماگھ کی سردی نے ٹھنڈا کیا ہے۔ بدن کا ہر عضو کمزور ہو گیا ہے اور سارا جسم ٹھنڈا کر رہ گیا ہے اس لیے ان میں شدت کی کمزوری آئی ہے۔ (28)

می خور کہ بے ز پر گل بسی خواہی خفت بی مونس و بی رنسیق و بی ہدم و جفت

زہار بے کس مگو تو این راز نخت ہر لالہ کہ بڑ مسردہ نخواہد بگفت

شراب پی کیونکہ تو مدتوں تک بے مونس و بے حریف اور ہدم و جفت کے بغیر تن تہا مٹی کے نیچے سوتا رہے گا۔ خبردار پوشیدہ راز کسی کو نہ بتانا کیونکہ ہر ایک بڑ مسردہ لالہ یہ راز سن کر شگفتہ نہیں ہو سکتا۔ مطلب ہر ایک مسردہ دل ان باتوں کے سننے کے متاہل نہیں۔ (29)

شیخ العالم علیہ رحمہ قبر کی تاریکی اور مسکر نکیر کے خوف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قبرہ تاریکی تہ گئے دو برتھ میرہ میرہ وٹے

مسکر نکیر و سز ترے عشرتیس مویہ وال تام نٹے

ناز پر تو تمی ژھٹے دیوہ پتم گناہ کھٹے

قبر میں تاریکی اور گھپ اندھیرا ہے۔ لوگ تم کو دبا کر مٹی میں دبا کر مٹی کے ساتھ مٹی ملادیں گے۔ مسکرین تم پر بے تحاشہ کوڑے برسائیں گے اور ان کی ہیبت سے عنریب کے بال بھی لرزیں گے اسی خوف سے تم نماز عاحبزی کے ساتھ پڑھا کرو تو امید ہے کہ

پچھلے گناہ بخش دیں گے۔ (30)

چوں رفت از تن روان پاک من تو خشتی دو نہند در معناک من و تو

وانگہ از برای خشت گور دگران در کالسبدی کشند خاک من و تو

جب تیسری اور میری پاک حبان جسم سے شکل حباے گی۔ تو ہماری قبروں میں دو چار اینٹیں رکھ دیں گے۔ اور پھر اس کے بعد دوسرے لوگوں کی قبروں کی اینٹیں بنانے کیلئے ہماری مٹی کو تالاب میں ڈالیں گے۔ (31)

شیخ العالم علیہ رحمہ قبر کے حالات بیان فرماتے ہیں جب انسان کے جسم سے روح نکلے گی اس کے بعد منکر و نکیر کے سوالات و غمیرہ کے حالات کی عکاسی کی ہیں جنہوں نے نیک اعمال کیے ہوں گے وہ خوش قسمت اور جنہوں نے برے اعمال کیے ہوں گے وہ بڑے بد قسمت لوگ ہوں گے:

کیسٹن قبر چھ پوش زن شیرے کیسٹن قبر چھ سیاہ چپاہ
کیسٹن گل صاحبو چپانے ویرے کیسٹن گے زیرے اکہ گسراہ

کچھ لوگوں کیلئے قبر عزت و آرام کی جگہ ہوتی ہے لیکن بعض کیلئے قبر نہایت ہولناک سیاہ چپاہ یا کالا کنواں بن جاتی ہے۔ رب العالمین کچھ لوگ تیسری ہی محبت میں ہو کر دنیا سے چلے گئے لیکن بعض ایسے بد قسمت بھی ہوئے ہیں کہ معمولی جھٹکے سی راہ راست کھو کر بھٹک گئے ہیں۔ (32)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

متہ کیا کرو ژھوٹہ تگٹے یتہ لولہ وان پچھٹہ ہو

خبرہ روس قبر رٹ نالہ متہ مارن متہ کانہ رٹہ مو

ہم قبر کے تنگ و تاریک حنانے میں کیا کریں؟ جہاں حبان پر بن پڑے اور کلیجہ و جگر پھٹ کر چپاک ہو حباے گا۔ بے خبری کے عالم میں ہو کر انسان کو قبر زور اور مضبوطی سے چپک لیا کرے گی۔ اوپر سے نکیر و منکر، سانپ و اژدھے ماریں گے لیکن بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ (33)

عمر خیام زندگی کو غنیمت حبان کر فرماتے ہیں:

این فتانلہ عمر عجب میگڈرد در باب دمی کہ با طرب میگڈرد

ساقی غم فر دای حسریفان چہ خوری پیش آر پیالہ کہ شب می گذرد

عمر کا فتانلہ جلدی گذر رہا ہے۔ اس ایک دم کو جو خوشی سے گزرتا ہے غنیمت حبان۔ اے ساقی حسریفوں کے مستقبل کا کیا فکر ہے۔ شراب کا پیالہ سامنے لاکو نکہ رات گزر رہی ہے۔ (34)

شیخ العالم علیہ رحمہ موت کو شیر کے ساتھ تشبیہ دے کر موت سے پہلے موت کی تیاری کی تلقین فرماتے ہیں:

تراوت نیم اند مادانس سمت میڈ پیٹھ ڈیلیم کاتی

ڈیشٹھ کل گو مٹھی نادانس یتھ شایہ و پرگے رہست کاتی

لوگ مجھے دور میدان میں ڈال آئیں گے اور قبر کے اوپر سے سب مسل کر مٹی دباتے رہیں گے۔ اے نادان یہ حال ہو جاتا انسان کو۔ پھر کیا تم غفلت میں پڑے بے فکر رہتے ہو؟ حالاں کہ اس دنیا میں کیسے کیسے بڑے اور پہلوان انسان مات کھا گئے ہیں۔

(35)

موت چھوی سہہ ت کو ت ہاژلزے کھیلمہ مسنر کڑ پوسو ژار تھ کھ

موتن شربت چینر روس نہ بلزے سلہ کونو گیو کھ ژینتھ کھ

موت شیر کے مثل ہے تو اس سے تم کہاں تک بھاگ سکو گے؟ وہ تم کو اژدہا سے اس طرح اٹھائے گا جس طرح قصاب ریوڑ سے بھیڑ کو اٹھا کر زخ حنا پر لے جاتا ہے۔ موت کی شربت سب کو پینا لازمی ہوتا ہے۔ کاش اس حقیقت کو پہلے ہی وقت پر بھانپ لیتا تو غفلت میں پڑا نہ رہتا۔ (36)

آدم گندہ سر نادانو ز گتھ بورے ٹوٹھ

مرکھ تے ننے ودانو کیسزن پتہ تے کیسزن بروٹھ

اے انسان اور اے گندگی میں بسنے والے نادان یہ جان کر بھی کہ دنیا ناپائیدار ہے تم اس فانی سرا کی محبت رکھتے ہو۔ جب تم مر جاو گے تو اپنے اور پر اے تمہارے مردہ جسم کو لے جائیں گے بعض کے بعد اور بعض کے قبل۔ جو قبرستان میں لے جاتے ہیں ان کو بھی مقبرے میں لے جائیں گے۔ (37)

این کہنہ رباط را کہ عالم نام است آرام گہ ابلق صبح و شام است

بزمی است کہ واماندہ صد جمشید است قصر ایست کہ تکلیہ گاہ صد بہرام است

یہ پرانی سرا ہے جس کا نام دنیا ہے اور جو ابلق صبح و شام کی آرام گاہ ہے۔ یہ ایک ایسی بزم ہے جس میں صد جمشید آئے اور چلے گئے۔ اور ایک ایسا قصر ہے کہ کی بادشاہوں کا تکلیہ گاہ رہ چکا ہے۔ (38)

آن قصر کہ بر حبرج ہی زد پسلو بردر گہ او شہان نہادندے رو

دیدیم کہ بر کسگرہ او فناخت بنشتہ ہی گفت کہ کو کو کو کو

وہ محل جو آسمان سے باتیں کر رہا تھا اور جس کے آستانہ پر بادشاہ سر رکھتے تھے میں نے دیکھا کہ اس کے کسگرہ پر ایک فناخت بسیٹھی کو کو کو کر رہی ہے۔ یعنی کہ رہی ہے کہ اس محل کے مالک کہاں گئے۔ اور ان کا حبابہ و حلال کیا ہوا۔ (39)

دنیا کس متس تے متس نارس ڈیشتھ امارس کرم گتھ

شیطانس لئش لاجم میرہ انبارس راوم نژورس تارس و تھ

ناحقہ برم میہ برم سمارس زینت سمارس گیم ستھ

دنیا جنون کا نار سوزان ہے۔ میں نے اس کی خواہشات کے گرد گھومنا شروع کیا تھا۔ ابلیس نے گھاس کے انبار کو مشعل سے چھو کر آگ لگائی۔ میں بھاگتے چور کی طرح دریا پر پہنچ کر دوچار ہوا۔ میں نے دنیا کو فضول پسند کیا یہ تو منسریب تھا۔ آخر پر معلوم ہوا کہ کاسک کر میرے کچھ نہ پڑا اور میں بنگا ہوں۔ (40)

آدم و وپدون میسے میسے ہندی کر گندتھ کتھ

سارے نعمت و وپدون میسے زبان میسے وین یانن کیتھ

ژوژلہ نیرتھ تے مور موژہ میری میسے میرہ گتھتھ میتھ کیتھ

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے اٹھایا۔ اور اس کے تمام اعضا مٹی سے ہی خالق مندرمائے تھے۔ اس کے بعد اس کی ضروریات یعنی تمام نعمتیں مٹی سے پیدا کیں جن کو مٹی کے برتنوں میں ہی پکایا جاتا ہے، چونکہ انسان کا لازمی انجام موت ہے اس لیے جب جان جسم سے نکل جائے تو اس حنا کی جسم کو مٹی میں ہی ملا دیلے۔ اس طرح مٹی مٹی کے ساتھ گھل مل کر پیوستہ ہو جائے گی۔ (41)

رات اور دن کا یہ سلسلہ بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے:

پیش از من و تولیل و بخاری بودہ است گردندہ فلک نیسز بکاری بودہ است

ہر جہاں قدم نہی تو بروی زمین آن مردک چشم نگاری بودہ است
مجھ سے اور تجھ سے پہلے بھی لیل و نہار کا یہی حال رہا ہے۔ اور آسمان کسی کام کیلئے ہی گردش کرتا رہا ہے۔ خبردار زمین پر آہستہ قدم رکھ
کیونکہ تیسرے پاؤں کے نیچے کی سٹی کسی معشوق کی آنکھ کی پتلی رہی ہے۔ (42)

اس بے شباتی دنیا نے کسی کو بخشا نہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ آج زمین میں دفن ہیں:
آن قصر کہ بہرام درو حجام گرفت رو ب بچہ کردوشیر آرام گرفت
بہرام کہ گور می گرفتق دايم امرو زبنگر کہ گور بہرام گرفت
وہ محفل کہ جہاں بہرام شراب پیتا تھا۔ اب اس میں لوسٹری بچے دے رہی ہے۔ اور شیر آرام کر رہے ہیں۔ بہرام کہ ہمیشہ
گور حمر کا شکار کیا کرتا تھا۔ آج دیکھ خود قبر کا شکار ہو گیا۔ (43)
ازل کا لکھا ہوا اٹل ہے اے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا:

بر لوح نشان بودنی نہاں بودہ است پیوستہ قلم ز نیک و بد آسودہ است
اندر تقدیر آنچہ بایست بداد غم خوردن و کوشیدن مایہ بودہ است
لوح محفوظ پر تمام کائنات کے نوشتے پوشیدہ طور موجود ہیں۔ تقدیر کا قلم اب ہمیشہ کیلئے آرام میں ہو گیا ہے جو کچھ تقدیر میں
چاہیے تھا خدا نے ہمیں دے دیا۔ اب ہمارا کوشش کرنا اور غم کرنا بے فائدہ ہے۔ (44)

لوہ کندہ و ننگ سیکے اورہ کھے لکے ژبہ ناؤ
ت کس کاست ہیکے ی لاسہ ڈیکے لیکھنے آؤ
ریت کو بل دیکر اور سروڑ سروڑ کر رہی بنا نامسکن نہیں۔ اسی طرح خشکی پر کشتی کو کھینا پاگل پن ہو سکتا ہے۔ پس ازل کا لکھا متدراٹل
ہے لہذا کون اسی مٹا سکتا جو قسمت میں ہے وہی ملے۔ کوئی اپنا نحوست اپنی کوشش سے مٹا نہیں سکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں۔ (45)
انسان کو اپنے آپ تک ہی سب کچھ ہے اگر وہ بہتر آخرت چاہتا ہے تو اسے بہتر زندگی گزارنی چاہیے:

پوہ ید پلکھ توہ ادہ لکھتہ نہ ہبنا حقہ کور مت ژبہ راوے
بالہ پان راوہ کھ بجرہ و سکھ لورہ روس انس ت و تجھ کس ہاوے
اگر تم جوانی میں سیدھی راہ پر چلو گے اور بہتر زندگی بسر کرو گے تو کامیاب رہو گے۔ ہاں اگر ایسا نہ کیا بلکہ جوانی کی مستی میں آکر
عسرو و نحو ت سے چلو گے تو تمہارا سب کیا برباد ہو جائے گا۔ یاد رکھ کہ تم جب بوڑھا ہو جاؤ گے اور بڑھاپے کی کمزوری تم کو پکڑ
کر نیچے گرا دیگی تو جوانی پھر یاد کر کے پچھتاؤ گے۔ اب چھٹری کے سوا اندھے کو کون راستہ دکھائیے گا؟ یعنی بے عقلی تم کو اندھا کرے گی اور
پھر چھٹری پرا نحصار کرو گے۔ (46)

یہ دنیا فانی ہے اور اس جھوٹی دنیا پر بھروسہ کرنا کم عقلی ہے:
عنا فصل بچہ امید در این شوم سرا بردولت او دل نہندا ز پر خدا
ہر گاہ کہ خود کہ نشیند از یا گیر داجلش دست کہ پالاسیا
خدا را عنفل انسان اس منحوس دنیا میں دولت دنیا کے ساتھ کس امید کے ساتھ دل لگاتا ہے، حالت تو یہ ہے
کہ جب کبھی آدمی آرام سے بیٹھنا چاہتا ہے موت اس وقت ہاتھ پکڑ لیتی ہے کہ اٹھو اور چلو۔ (47)
اپز س دنیا ہس مو بر پڑھ تے تھ چھ تیرت کھ کوش واو
نوش کور شر با ژ ہرنے پڑھ تے یس کرہ گونگل سے کرہ کراو

جھوٹی دنیا پر بھروسہ مت کر۔ تمہیں بہت جلد یہاں سے نکلنا ہے۔ آگے تمہیں کڑا کے کی سردی، بچ بستہ زمستان اور گرم ہوا دیکھنا پڑے گا جس سے تمہیں گزرنا ہے گھر کے اندر اتر تم پر فخر کریں۔ لیکن آخرت میں تمہارا کوئی نہ ہوگا۔ ہاں جو نیک عمل کرے وہ نجات پائے گا۔ (48)

اللہ تعالیٰ ہی سب کے اختیار میں سب کچھ ہے اس کے کن کے بغیر پتہ بھی بل نہیں سکتا:

حبز حق حکمے کہ حکم را شاید نیست ہستی کہ حکم او برون آید نیست

ہر چیز کہ ہست آنچنان می باید آن چیز کہ آنچنان نمی باید نیست

سوائے خدا کے اور کوئی حاکم حکم کرنے کے لائق نہیں۔ کوئی ایسی ہستی نہیں جو اس کے حکم سے باہر ہو۔ جو چیز دنیا میں موجود ہے وہ اسی طرح ہے جس طرح ہانی چاہیے۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی موجود نہیں جو اس طرح ہو جس طرح اسے نہ ہونا چاہیے (49)

اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں سب کچھ تب بھی ہتا اور آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا:

سے ہو او س تے سو ہو آسی سے سے کر زہے بازو

سے ہو ساری اندیشہ کاسی ہتا زو وزہ پالس پتو

وہی تو ہتا اور وہی تو ہوگا لہذا چاہیے کہ انسان فقط اسی کو یاد کرے اور اللہ کرتے ہوئے ذکر و فکر میں محو ہوگا۔ وہی تمہارے تمام اندیشے اور پریشانیوں دور کرے گا۔ لہذا اے انسان غفلت کو چھوڑ کر مقصد حاصل کرنے کیلئے جاگ جاو۔ (50)

گنگن ژئی تی بتل ژئی ژئی دین پون تہ رات

ارگہ پوش پان ژندن ژئی سورے ژیرے لاکے کیات

اے خدا اوپر تیسری ذات ہے اور نیچے بھی تیسری ذات و صفات جلوہ فگن ہیں۔ دن کی روشنی تجھ سے ہے اور رات کا اندھیرا بھی تیسری حکم سے ہے۔ سرخ پھول تجھ سے کھلتا اور مندل بھی تجھ سے مہکتا ہے۔ پس جب سب کچھ تو ہی ہے تو میں تجھ سے ہی مانگوں۔ کیونکہ تیرے سوا دینے والا کوئی نہیں۔ (51)

شیخ العالم علیہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے عابزی کے ساتھ دعا فرماتے ہیں:

صاحبو بر تلہ چپانہ مولم ساس رو نگم روی تہتا دم ونہ

نزد چھو دنیا بیوان تہ تا س ہاوس روز ہے ہوا لگنے

کر تم قبول تہ لاگے داس بر تلہ فی رہے بوڈو لگنے

اے میرے مولا میں نے تیسری درگاہ پر سر رکھ کر اسے گرد آلود کیا ہے۔ میں نے چہرہ کو اس لیے گرد آلود اور رنگین کیا ہے تاکہ تو مجھے پہچان لو گے۔ دنیا فقط ایک طلسم ہے جو کسی سے وفا نہیں کرتی۔ لہذا میری آرزو یہی ہے کہ میں تیسری چوکھٹ پر ہوشیار رہوں۔ اور کچھ غفلت نہ کروں۔ امید ہے کہ تو مجھے اپنی بندگی میں قبول کرو گے۔ چاہتا ہوں کہ تیرے در پر تڑپتے رہوں۔ (52)

عمر خیام اللہ تعالیٰ سے شکر کے محفوظ رکھنے اور گمراہی سے بچانے کی دعا مانگتے ہیں:

گر گوہر طاعت نہ سفتم ہرگز در گردگنہ زرخ نہ رفتم ہرگز

نومید نیسم زبار گاہ کر مت دانی کہ یکے را دونہ گفت ہرگز

اگر آپ کی طاعت کا جو ہر سخت نہ ہو تو میں گناہ کی دنیا میں کبھی گمراہ نہیں ہوں گا۔ آپ کے فضل سے کبھی مایوس نہیں ہوں گا آپ جانتے ہیں کہ میں کبھی ایک کو دو نہیں کیوں گا۔ یعنی میں نے تیسری واحد ذات کو دو نہیں کہا ہے کیوں کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ (53)

رحمت۔۔۔ عنفو و کرم کی درخواست کرتے ہوئے مہرا تے ہیں:

برسینہ غم پزیر من رحمت کن برحبان و دل اسیر من رحمت کن
برپائے حسرا بات رومن بختائے بردست پیالہ گیر من رحمت کن
میرے غمگین سینہ پر رحمکر۔ میرے اسیر دل اور میرے اسیر حبان پر رحمکر۔ میرے شرابخانہ کی طرف حبانے
والے پاؤں پر رحم کر اور میرے پیالہ پکڑنے والے ہاتھوں پر رحمکر۔ (54)
از حلق کردگار و رب رحیم نو مید مشو کرم و عصیان عظیم
چوں برکرمست و تون کی دارم برگشتم و توبہ کردم و بد کردم

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بنایا اور ہمیں ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ ہم اپنے کیے ہوئے گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے ہیں اور آپ کی
رحمت کے طلبگار ہیں۔ (55)

عمر خیام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے:

مقصود جملہ آفرینش مایم در جسم حسد جوہر بینش مایم
این دائرہ جہاں چوں انگشتری اسب بے ہج بھکے نقش نگش مایم
دنہا کے پیدا کرنے کی علت حنالی ہم ہی تھے۔ عقل کی آنکھ میں نور بصیرت ہم ہی ہیں دنیا کا دائرہ انگشتری کی مثال ہے۔ اس میں
شک نہیں کہ اس انگشتری کا نقش بگین ہم ہی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ (56)
مختصر یہ کہ زبان و خطبہ کے لحاظ سے اگر چہ دونوں الگ ہیں اور مذہبی معتام کے اعتبار سے بھی الگ ہیں لیکن ان دونوں کے کلام
کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے کلام میں استعمال کیے گئے مضامین کے اعتبار سے بہت مماثلت ہے۔ حالانکہ
دونوں نے الگ الگ اصناف سخن استعمال کیے ہیں۔ شیخ العالم علیہ رحمہ نے اپنی شاعری کیلئے شرک کا استعمال کیا ہے
جو چار مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مگر اس کے پہلے اور چوتھے مصرعے ہم و تانیہ ہوتے ہیں۔ اور اس کے نمونے کشمیری زبان کے
ساتھ ساتھ کھاسا زبان میں پایے جاتے ہیں لیکن فارسی زبان میں اس کا کوئی نمونہ نہیں ہے۔ جبکہ عمر خیام نے رباعی لکھی
ہیں۔ جس کے پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے کا ہم و تانیہ ہونا لازمی ہے۔ دونوں کے کلام کے تقابلی جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان
کے کلام میں دنیا کی بے شباتی، دنیا، قبر، رزق، الل تعالیٰ کی وحدانیت، زندگی کا مختصر ہونا، اور تقدیر جیسے موضوعات برتے ہیں۔
جس طرح کشمیری شاعری میں حضرت شیخ العالم علیہ رحمہ کا معتام بہت بلند ہے اسی طرح فارسی زبان میں
عمر خیام کا کوئی مقلد نہیں کر سکتا۔

نتیجہ گیری:

مندرجہ بالا تقابلی مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر چہ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ اور عمر خیام زمانی،
لسانی اور فنکری پس منظر کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، تاہم ان کی شاعری میں بیان کیے گئے فنکری اور
اخلاقی مضامین میں نمایاں مماثلت پائی جاتی ہے۔ شیخ العالم علیہ الرحمہ ایک صوفی بزرگ اور روحانی رہنما تھے جن کی
شاعری کشمیری زبان میں ”شرک“ کی صنف میں جلوہ گر ہوئی، جبکہ عمر خیام ایک عظیم فلسفی، ریاضی دان اور رباعی گو
شاعر تھے جنہوں نے فارسی زبان میں رباعیات کے ذریعے اپنے افکار کا اظہار کیا۔ اس اختلاف کے باوجود دونوں شعرا کے
کلام میں انسان کی زندگی، اس کے انجباب، دنیا کی ناپائیداری، تقدیر، رزق، موت اور خدا کی وحدانیت جیسے بنیادی موضوعات
مشترک طور پر نظر آتے ہیں۔

شیخ العالم علیہ الرحمہ کی شاعری میں تصوف، اخلاقی اصلاح، خوفِ خدا، آخرت کی فکری اور انسانی کردار کی تطہیر پر خاص زور ملتا ہے، جبکہ عمر خیام کی رباعیات میں فلسفیانہ استدلال، تقدیر و کائنات کے اسرار، زندگی کی حقیقت اور دنیا کی بے ثباتی پر گہری فکری نمائیاں ہیں۔ دونوں شعرا نے اپنے اپنے انداز میں انسان کو دنیا کی فانی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے اسے حقیقتِ مطلقہ کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے کلام میں خدا کی قدرت و حکمت، انسان کی محدودیت اور وقت کی تیزی سے گزرتی ہوئی رفتار کا احساس مشترک طور پر پایا جاتا ہے۔

اس تقابلی مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زبان اور خطے کے اختلاف کے باوجود انسانی فکری اور روحانی تجربے بنیادی طور پر ایک ہی سرچشمے سے وابستہ ہے۔ شیخ العالم علیہ الرحمہ کی کشمیری شاعری اور عمر خیام کی فارسی رباعیات دونوں اپنے اپنے ادب میں نمایاں مقام رکھتی ہیں اور اپنے گہرے فکری و اخلاقی پیغام کے باعث آج بھی تاریخ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ ان دونوں عظیم شعرا کا کلام انسانی زندگی کی حقیقت، اخلاقی اصلاح اور روحانی بیداری کا ایک مشترک پیغام پیش کرتا ہے، جو زمان و مکان کی حدود سے بالاتر ہو کر آج بھی اپنی معنویت برقرار رکھے ہوئے ہے۔

حوالہ جات:

1. صدیقی، پروفیسر ذوالفقار، Political milieu of Kashmir before and after the period of Shaikh Noor ud Din، جلد 13، 2017ء، ص 24
2. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محزن علم و عرفان کلام شیخ العالم رح، سرینگر: سٹی بک سینٹر، 2011ء ص 18
3. فتوری، سیش، "Devotional poetry of Shaikh Nur Ud Din" علمدار، جلد 9، 6201، ص 45
4. نعمانی مولانا شبلی، شعر العجم، یوپی: دارالمصنفین اعظم گڑھ، 2010ء، جلد 1 ص 199
5. احمد ڈاکٹر ظہور الدین، ایرانی ادب، پاکستان: سرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 1996ء ص 74
6. شفق رضازادہ، تاریخ ادبیات ایران، مترجم سید مبارز الدین رفعت، دہلی: ندوت المصنفین اردو بازار، 1979ء ص 206
7. ولی اللہ، میر، کاس انکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924ء۔ ص 368
8. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011ء ص 67
9. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011ء ص 60
10. ولی اللہ، میر، کاس انکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924ء۔ ص 370-371
11. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011ء ص 243
12. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011ء ص 169
13. ولی اللہ، میر، کاس انکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924ء۔ ص 373-374

14. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
168
15. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 311
16. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
63
17. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
289
18. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 310
19. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
290
20. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
170
21. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 324
22. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
28
23. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 03/97
24. جلیلی عزیز احمد، رباعیات عمر خیام منظوم ترجمہ، حیدرآباد: نیشنل فنانس پرنٹنگ پریس، 1987، ص 47
25. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
221
26. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
250
27. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 370
28. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
220
29. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 159
30. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
255
31. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 102
32. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
289

33. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
259
34. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 212-213
35. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
248
36. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
239
37. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
241
38. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 97
39. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 101
40. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
222
41. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
240
42. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 96
43. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 98
44. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 369-70
45. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
229
46. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
357
47. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 324
48. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
202
49. ولی اللہ، میسر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924۔ ص 368
50. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
69-68
51. طاہری، پیرزادہ عبدالحق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص
70

52. طاہری، پیرزادہ عبدالخالق، محنزن علم و عرفان کلام شیخ العالم، کشمیر: سٹی بک سینٹر سرینگر 2011 ص

73

53. خیام عمر ترجمہ از جعفری مولوی حافظ جلال الدین احمد، رباعیات عمر خیام، الہ آباد: مطبع انوار احمدی، ص 25

54. ولی اللہ، میر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924- ص 202-203

55. خیام عمر ترجمہ از جعفری مولوی حافظ جلال الدین احمد، رباعیات عمر خیام، الہ آباد: مطبع انوار احمدی، ص 27

56. ولی اللہ، میر، کاس الکرام، لاہور: کاشی رام نول کشور، 1924- ص 286